© rasailojaraid.com

امور پر ہے اتفاق صرف انہی میں ممکن ہے۔ باقی رہے جزئیات و تفصیلات، تو دین کے حدود میں رہتے ہوئے مختلف اہلِ علم اُن میں مختلف نتائج پر پہنچ سکتے ہیں اور سلف سے خلف تک ان میں اختلاف ہوتا ہی رہا ہے۔ اسی طرح یہ بھی ظاہر ہے کہ جو شخص بھی مسائل دینی پر کلام کریگا، یا دنیا کے معاملات پر تعلیمات دینی کی روشنی میں اظہارِ خیال کریگا وہ بہرحال اپنی ہی صوابدید کی بنا پر کریگا اور اپنی ہی زبان اور اپنے ہی طرزِ بیان میں کریگا۔ اس صوابدید اور زبان و طرزِ بیان میں بھی زیادہ سے زیادہ اتنا اتفاق ممکن ہے کہ ایک شخص کو دوسرے شخص کی بیشتر چیزیں پسند آجائیں، مگر یہ ممکن نہیں ہے کہ کسی شخص کے تمام خیالات اور ہر لفظ اور ہر اسلوبِ بیان سے تمام لوگوں کو اتفاق ہو۔ اب اگر دین کی خدمت کے لیے اہلِ ایمان کی کوئی جماعت بن سکتی ہے تو اسی طرح بن سکتی ہے کہ اساساتِ دین، جو تمام اہلِ حق کے درمیان متفق علیہ ہیں انہی کو جماعت کی اساس بنایا جائے اور اُس نصب العین کے لیے کام کرنے پر سب مجتمع ہو جائیں جو اللہ اور اسکے رسول نے ہمکو دیا ہے۔ باقی رہے جزئیات تو اُن کے سوا چارہ نہیں، اور یہی حق بھی ہے کہ حدودِ دین کے اندر جتنے مختلف مسلک ممکن ہیں اُن سب کے لیے جماعت میں گنجائش رکھی جائے، نہ ایک کا قول دوسرے پر حجت ہو، اور نہ ایک کی آزادی کو دوسرا سلب کرے۔

انہی وسیع اصولوں پر ہماری جماعت قائم ہوئی ہے۔ ہمارا اجتماع صرف عقیدے اور نصب العین پر ہے، اور جو شخص بھی کسی وقت جماعت کا امیر ہو اسکی اطاعت صرف انہی امور میں ہے، جو دستور کے مطابق نظامِ جماعت سے یا نصب العین کے لیے جدوجہد سے متعلق ہوں۔ اسکے ماسوا دوسرے امور میں امیرِ جماعت کاحدٍ من الناس ہے، وہ بھی ایک رائے رکھتا ہے اور دوسرے ارکان جماعت کو بھی رائے رکھنے کا حق ہے۔

ایک دوست نے میرے مضمون "حقوق الزوجین" کے اس فقرے کی طرف توجہ دلائی ہے:

"اب اگر کوئی شخص چار مہینے کے بعد اسکو رجوع کا حق دیتا ہے تو گویا وہ اس کی مہلت میں اضافہ کرتا ہے جو کتاب اللہ کی مقرر کی ہوئی حد سے صریح تجاوز ہے۔" (صفحہ ۲۸۲ - سطر ۶)

فی الواقع خط کشیدہ الفاظ لکھنے میں مجھ سے چوک ہوگئی۔ جس قول سے اختلاف کرتے ہوئے میں نے یہ الفاظ لکھے ہیں وہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، اور حضرت علیؓ و ابن عمرؓ سے بھی ایک قول اسی معنی میں منقول ہے۔ مجھے افسوس ہے، کہ میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بے احتیاطی سے اس قول کے خلاف ایسے الفاظ لکھ گیا جن سے ان بزرگ ہستیوں کی شان میں سوءِ ادب کا پہلو نکلتا ہے۔ ناظرین ازراہِ کرم اس فقرے کو قلمزن کر کے یہ الفاظ لکھ لیں: ”اور یہ اضافہ بظاہر کتاب اللہ کی مقرر کی ہوئی حد سے زائد ہے“۔ اللہ اس شخص کو اجر عطا فرمائے جس نے مجھے میری غلطی پر متنبہ کیا۔

اسی مضمون ”حقوق الزوجین“ میں تین مقامات پر ”طلاق بائن“ کا لفظ اس طلاق کے لیے استعمال کیا گیا ہے جسے فقہاء اپنی اصطلاح خاص میں مغلّظہ کہتے ہیں (ص ۲۹۳ - ص ۳۲۷ - ص ۳۵۷)۔ اس سے بعض حضرات کو غلط فہمی ہوئی، کیونکہ فقہاء کی اصطلاح میں بائن اس طلاق کو کہتے ہیں جس سے زوجین کا ازدواجی تعلق منقطع تو ہو جاتا ہے لیکن اگر وہ دوبارہ نکاح کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں، اور وہ طلاق جس کے بعد عورت دوبارہ اس شوہر کے نکاح میں نہیں آسکتی تاوقتیکہ اس کا نکاح کسی اور شخص سے ہو کر فرقت واقع نہ ہو جائے اس کے لیے فقہاء کی اصطلاح میں مغلّظہ کا لفظ ہے۔ میں نے طلاق بائن دوسری قسم کی طلاق کے لیے استعمال کیا اور لوگوں کو گمان ہوا کہ میں یہ لفظ فقہاء کی معروف اصطلاح ہی میں استعمال کر رہا ہوں۔ لہٰذا مناسب ہے کہ اس فرق کو مقامات مذکورہ پر نوٹ کر لیا جائے۔

اصل یہ ہے کہ میں تحقیق ہی میں نہیں، اصطلاحات کے استعمال میں بھی ذرا آزادی سے کام لینے کا خوگر ہوں۔ فقہاء نے بعد میں سہولت کے لیے رجعی اور بائن اور مغلّظہ کی الگ الگ اصطلاحیں بنائی ہیں۔ لیکن حدیث میں لفظ بائن اسی معنی میں آیا ہے جس میں میں نے استعمال کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کانت تبین وتکون معصیۃ اور حضرت ابن عباسؓ کا قول قد عصٰی ربہ وبانت امرأتہ، دونوں میں بائن اسی طلاق کو کہا گیا ہے جسے بعد والوں کی اصطلاح میں مغلّظ کہتے ہیں۔

”حقوق الزوجین“ ہی کے سلسلہ میں ایک صاحب لکھتے ہیں:

”اس مضمون میں مسلمانوں کی اصلاح حال کے لیے جو صورت پیش کی گئی ہے وہ اگرچہ بطور تنزل پیش کی گئی ہے، لیکن بہرحال غیر الٰہی حکومت سے استعانت و استیذان کی دبے الفاظ میں ضرورت تو محسوس کی گئی۔۔۔۔۔ یقیناً آپکا مطلب یہ نہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے کہ حکومت وقت سے کسی دستور کی منظوری حاصل کی جائے - فٹ نوٹس میں جابجا اسکی تردید موجود ہے - لیکن بادی النظر میں جو چیز بر سبیل تنزل پیش کی گئی ہے شاید سطحی نگاہ والے اس سے غلط شبہ پیدا کریں - لہذا اگر ذرا مزید توضیح کردی جائے تو مناسب ہوگا۔"

الحمد للہ کہ اہلِ ایمان کے احساسات میں اتنی نزاکت تو پیدا ہو گئی کہ غیر الٰہی حکومت سے استمداد و استیذان کا شائبہ بھی طبائع پر شاق ہونے لگا - اللہ اس کیفیت کو بڑھائے حتی کہ غیر الٰہی حکومت کے ماتحت رہتے ہوئے ہر سانس سینے میں چھری کی طرح گزرتا معلوم ہو، پانی کا ہر گھونٹ اور کھانے کا ہر نوالہ زہر و حنظل کی سی تلخیوں کے ساتھ اترے، بستر اپنی ساری نرمیوں کے باوجود کانٹوں سے بھرا معلوم ہونے لگے اور کسی مومن کو اس وقت تک چین نہ آئے جب تک اللہ کی زمین پر اللہ کے سوا ہر ایک کا حکم چلنا بند نہ ہو جائے -

میں اپنے بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے احساسات بھی اس باب میں وہی ہیں جو خود انکے ہیں - مگر جو کچھ میں نے "بر سبیل تنزل" کہا ہے اس سے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ ہندوستان کے مسلمان جو اب مجالس قانون ساز سے "شرعی قوانین" پاس کرانے پر اتر آئے ہیں اپنی اس غلطی سے باز آئیں اور اگر انہیں موجودہ نظام حکومت ہی کے اندر اپنی شرعی مشکلات حل کرنی ہیں تو اسکے لیے صریح معصیت کا طریقہ اختیار کرنے کے بجائے ایسا طریقہ اختیار کریں جو کم از کم حدِ جواز کے اندر تو ہو -

---

کاغذ کی شدید گرانی اب حدِ برداشت سے گزرتی جارہی ہے - اس وجہ سے مجبوراً یہ فیصلہ کرنا پڑا کہ رسالہ کی ضخامت میں ۸ صفحے کم کر دیے جائیں - قیمت میں اضافہ ناظرین رسالہ کے لیے ناخوشگوار ہے اور کاغذ کے معیار کو پست کرنا ذوقِ سلیم پر گراں، لہذا اسکے سوا کوئی چارہ نظر نہیں آتا کہ رسالہ ۸۰ صفحات کے بجائے ۷۲ صفحات پر شائع ہو -

---

© rasailojaraid.com